بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

میلادالرسولؐ

سقراط نے یونان کی عدالت میں اپنی دعوت کی حمایت میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ "میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کی صداقت پر سب سے بڑا گواہ خود میری غربت ہے"[1] اس سے مقصد یہ تھا کہ میں صرف تمہاری بھلائی کے لئے کام کر رہا ہوں، اس دعوت سے میرا کوئی مالی مفاد وابستہ نہیں ہے۔ ہرچند کہ یونان کی عدالت کے ہاتھوں سقراط کو زہر کا پیالہ پینا پڑا، لیکن وقت کی عدالت نے آج اُسے انسانی تاریخ کا ایک عظیم مفکر قرار دیا ہے۔

یہ عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ سقراط کی موت کے سینکڑوں سال بعد خاندانِ نبوت کے آخری عظیم المرتبت تاجدار نے بڑے اعتماد اور یقین سے تقریباً یہی بات کہی۔ آپؐ نے اہل مکہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم میں ایک مدت سے رہ رہا ہوں۔ آخر تم اس بات پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے کہ میری زندگی تمہارے سامنے ایک کھلی ہوئی کتاب ہے، جس کا کوئی ورق برائی کی کسی آلائش سے آلودہ نہیں ہے اور یہی امر میری دعوت کی سچائی پر سب سے بڑی دلیل ہے (سورہ یونس ۱۶) اس سے مقصد یہ تھا کہ جب میری زندگی کی ساری تگ و دو تمہارے ہی لئے ہے۔ اور اس سے میرا کوئی مالی مفاد وابستہ نہیں ہے، تو پھر آخر تمہیں میری دعوت سے یا دوسرے الفاظ میں

---

[1] - And I have a sufficient witness to the truth of what I say — my poverty

خود اپنے آپ سے عناد کیوں ہے ؟ ۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے آپ کی زندگی کو مسلمانوں کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا ہے ۔ ہم اس زندگی کے آئینہ میں خود اپنی تصویر بھی دیکھ سکتے ہیں کہ کیا ہم مذہبی ، اجتماعی اور سیاسی میدانوں میں رہنمائی کا دعویٰ کرنے کے بعد ضمیر کی عدالت کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہیں اور اپنی رہنمائی کی حمایت میں لوگوں کو اپنی کتابِ زندگی کے ورق الٹنے کی دعوت دے سکتے ہیں ؟ موجودہ وقت میں جبکہ نہ صرف ہمیں داخلی اور خارجی طور پر فکری اور اجتماعی مشکلات کا سامنا ہے ، بلکہ پوری بنی نوع انسان مشکلات میں گھری ہوئی ہے ۔ ہم اس نمونۂ کامل سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں ، موجودہ دور کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ انسان کے وقار اور عزت کو کیونکر محفوظ کیا جائے اور کرۂ ارض پر انسانی زندگی کے بچاؤ کے لئے جنگ کیونکر روکی جائے ؟ ان مسائل پر دنیا کے مفکّر ، مدبّر ، اور سیاستدان اپنا اپنا نقطۂ نظر رکھتے ہیں اور مشترکہ مسائل کو سلجھانے کے لئے مذاکرات بھی کرتے رہتے ہیں ، ہمارا بھی ایک نقطۂ نظر ہے ، ظاہر ہے کہ ایک مسلم قوم کی حیثیت سے ہمارا یہ احساس فطری احساس ہے کہ اگر آج پیغمبر ہم میں موجود ہوتے تو وہ دنیا کے مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کے ساتھ مل کر ان مسائل کو کس انداز سے سلجھاتے ؟ کیونکہ انہوں نے خود اپنی مبارک زندگی میں اپنے عہد کے مسائل پر قابو پانے اور انسانی سوسائٹی کو امن وسکون عطا کرنے کے لئے مختلف قبیلوں اور مذہبوں کے رہنماؤں سے مل کر کامیاب بات چیت کی تھی ۔ یہ سب مذاکرات آج تاریخ کا ایک روشن باب ہیں اور ہماری عزیز ترین متاع ۔ جہاں ہمیں اس ورثہ کا گہری نظر سے مطالعہ کرنا چاہیئے ، وہاں ہمیں عالمی مذاکرات میں آپ کی "شمولیت" کو اپنی چشمِ تصوّر کے سامنے رکھنا چاہیئے ، اس طرح سے ہمیں داخلی اور خارجی مسائل کو سلجھانے میں بڑی مدد ملے گی ۔ یہی وہ طریق ہے جس پر چل کر ہم موجودہ وقت میں میلاد الرسولؐ کو بہتر طور پہ منا سکتے ہیں ۔ اس مناسبت میں دوسری قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ہمیں اُردو میں اور ایسے ہی دوسری زبانوں میں نہایت ہی اختصار اور ایجاز کے ساتھ "رسول کریمؐ اور زندگی کے موجودہ مسائل" کے عنوان سے مستند کتابیں بھی تصنیف کرنی چاہئیں تاکہ اہلِ دانش زندگی کے بارے میں رسول کریمؐ اور اسلام کے صاف و واضح نقطۂ نظر کے بارے میں کسی ذہنی انتشار کا شکار نہ رہیں ۔